وَيُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ

# جھٹکا مار

از


غازی محمود دھرمپال بی اے

لدھیانہ (پنجاب)



مولوی محمد مجید حسن پرنٹر و پبلشر

نے

اپنے مدینہ پریس بجنور میں چھاپا اور شایع کیا

باردوم ۱۰۰۰ جلد

قیمت صرف ایک آنہ

فروری ۱۹۳۲ء

# قدیم ہندوؤں میں گاؤخوری

آج ہندو قوم گوشت خوری سے متنفر اور گاؤکشی کی دشمن بنی ہوئی ہے۔ لیکن ہندوستان قدیم کی تاریخ میں ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ ہندو گوشت اور گائے کا گوشت بہترین غذا کے طور پر کھاتے تھے تمدن کا انقلاب اپنی نوعیت میں بلاشبہ عجیب وغریب ہے اس رسالہ میں ہندوستان کے ایک مشہور ہندو مورخ ڈاکٹر راجہ راجندر لال مترا ایل ایل ڈی سی آئی ای نے مستند دلائل اور تاریخی روایات سے اس ناقابل انکار حقیقت کو ظاہر کیا ہے کہ قدیم ہندوستان اور ہندوؤں میں گاؤخوری کا رواج رہا ہے رسالہ کے شروع میں سوامی بھوما نند نے ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں مزید مستند و محکم دلائل سے قدیم ہندوؤں میں گاؤخوری کے رواج کی تائید کی ہے۔ اپنے موضوع پر بے مثل رسالہ ہے اور ہر ہندو و مسلمان کے لئے اسکا مطالعہ ضروری ہے قیمت ۳ر

# اعمال قرآنی کامل

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی یہ مقبول عام کتاب بہت سے پریسوں نے چھاپی ہے اور لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہے۔ لیکن اس میں بڑا نقص تھا کہ آیات قرآنی کے حوالوں پر اکتفا کی گئی تھی جس سے لوگوں کو قرآن مجید سے آیات تلاش کرنے میں بہت پریشانی ہوتی تھی۔ پھر کتاب میں نقل در نقل ہوتے ہوتے بہت سی غلطیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ حال میں مدینہ پریس نے ان تمام غلطیوں اور نقائص کی اصلاح کر کے اس کتاب کو خاص اہتمام سے چھاپا ہے۔ آیات کلام مجید پوری پوری نقل کیگئی ہیں اور ان کی صحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے کتابت اعلیٰ درجہ کی اور چھپائی نہایت صاف ہے ان خوبیوں کیوجہ سے کتاب کا حجم بہت بڑھ گیا ہے اور تینوں حصے بڑی تقطیع کے ۱۲۰ صفحے پر ختم ہوئے ہیں بایں ہمہ خوبی قیمت ۸ر

پتہ

منیجر مدینہ بک ایجنسی بجنور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پہلا فقرہ

**دوستو!** آج کل ہمارے آریہ اور ہندو دوستوں نے اپنی سنگٹھن کے نشے میں سرشار ہو کر اسلام
اور اہل اسلام پر جس قسم کے دل آزار اور رکیک حملے شروع کر رکھے ہیں وہ نہایت ہی قابل
افسوس ہیں ابھی کل کی بات ہے کہ لاہور کے ایک روزانہ ہندو اخبار نے اسلام اور مسلمانوں پر
ایسے دل آزار اور ہتک آمیز حملے کئے تھے کہ مجھے بادل ناخواستہ ان الزامات کی تردید میں "کفر توڑ"
لکھنی پڑی۔ ابھی کفر توڑ کی سیاہی خشک نہیں ہونے پائی تھی کہ انہی اخبارات نے ازسر نو
کمینہ ترین الزامات کی تردید میں لیکچر دینے شروع کر دئے تو اسی قوم کے لوگ سرکار میں جا کر
شاکی ہوئے، گویا ان لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کے بر خلاف یہ باضابطہ پروگرام بنا رکھا ہے
کہ ادھر تو ان کے چند بھڑو مسلمانوں کی پگڑیاں اچھالتے رہیں۔ اور اگر مسلمانوں کی طرف سے ان
ان بھڑووں کی جڑ مار دی جاوے تو پھر ان کی تارکش پارٹی گورنمنٹ کو جا کر مغالطہ دے کہ دیکھو صاحب
مسلمان خواہ مخواہ ہم کو چھیڑتے ہیں۔ ادھر گورنمنٹ بھی بعض اوقات آنکھوں سے کام لینے کی بجائے
صرف کانوں ہی کا استعمال کر کے مسلمانوں کے بر خلاف قانون کو حرکت میں لے آتی ہے، ابھی
چند ہفتے نہیں ہوئے کہ اس قسم کے لوگوں نے مسلمانوں کو دشنام دہی کے ذریعہ اس بات پر
مجبور کر دیا تھا کہ وہ حق و حقانیت کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک وسیع پیمانہ پر مباحثہ کرنا منظور کریں
چنانچہ مسلمان سکندر آباد میں جمع ہوئے، جہاں آریوں اور ہندوؤں کی مشترکہ جمعیت کو ذلیل ترین
شکست ملی باوجود اس شکست کے ان لوگوں نے اخبارات میں یہ غلط فہمی پھیلائی کہ مسلمان ہار
گئے جس کے جواب میں مجھے مباحثہ کی کارروائی معہ اپنی تقریر کے "سر توڑ" کتاب کی شکل میں
چھاپنی پڑی۔ اب ان کی دوسری شرارت ملاحظہ ہو کہ انھوں نے "ملیچھ توڑ" نامی کتاب
لکھ کر نئی چھیڑ چھاڑ کی ہے۔ اگر مسلمان اس کتاب کا کوئی جواب نہیں دیتے، تو یہ لوگ بغلیں بجاتے

پھر بنینگے کہ دیکھا ہم نے مسلمانوں کو مار بھگایا۔ لیکن اگر مسلمان ان کی اس شرارت کا نوٹس لیتے ہیں تو ان کی دوسری تارکش پارٹی فوراً سرکار میں بھاگی جائیگی کہ دیکھو صاحب مسلمانوں نے ہمارے برخلاف فلاں کتاب لکھ ماری ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ اسی "ملیکھش توڑ" میں ایک دوسری کتاب "ملیکھش پھوڑ" کا بھی ساتھ ہی اعلان کر دیا گیا ہے کہ وہ بھی چھپیگی۔ ایسی صورت میں جبکہ دشمنان اسلام نے ایک طرف تو اسلام کے متعلق غلط فہمی پھیلانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہو دوسری طرف ان کی تارکش پارٹی نے گورنمنٹ کو مسلم کارکنوں کے برخلاف ابھارنے کا کمینہ شیوہ اختیار کر رکھا ہو۔ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟ یہ سوال ہے جس پر مسلمانوں کو نہایت سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔

## دوسرا فقرہ

اب ذرا ان لوگوں کی ایمانداری کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔ کتاب پر تو یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ کفر توڑ کا جواب ہے۔ مگر اس کے اندر اول سے لے کر آخر تک بائبل کی کہانیوں کی کتر بیونت کر کے کاغذ سیاہ کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ کتاب کفر توڑ یا بت شکن کا جواب ہوتی تو مجھ سے بڑھ کر کسی کو خوشی نہیں ہوسکتی تھی۔ اس لئے کہ مجھے اس بات کے جاننے کا موقعہ مل سکتا تھا۔ آیا میں نے اپنی ان دونوں کتابوں میں سوامی دیانند یا وید شاستر کے جو اقتباسات دیئے ہیں وہ درست ہیں یا غلط؟ مگر یہ تو وہ شخص کر سکتا تھا جو ہندو دھرم کا عالم ہوتا، مہذب اور محقق ہوتا۔ ان قلمیوں کو تحقیق و تہذیب سے کیا واسطہ۔ ان سے پوچھا جاوے کہ کفر توڑ کا لکھنے والا تو مسلمان ہے اور وہ ایک ہندو کے مضامین کے جواب میں لکھی گئی ہے مگر عیسائیوں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا کہ تم نے خواہ مخواہ ان کے مذہب اور ان کی مذہبی کتاب بائبل مقدس کی یوں تذلیل و توہین کی؟ کیا لاہور کی میونسپل کمیٹی کے مسیحی ممبروں نے جو گذشتہ دنوں میں کمیٹی کے ہندو ممبروں کے دم چھلنے میں آکر مسلمان ممبروں کے برخلاف بطور پروٹسٹ کے استعفے داخل کر دیئے تھے۔ کیا ان مسیحی لوگوں کی اس باموقع مدد کا لاہور کے ہندوؤں کی طرف سے یہی معاوضہ ہونا چاہیئے کہ وہ ان کی مذہبی کتاب کی یوں برسر عام

تذلیل و توہین کریں۔ اور ان کے مقدس انسانوں کو بیحیا بے غیرت اور بے شرم لکھیں؟
اور پھر کیا لاہوری ہندو یہی سمجھے بیٹھے ہیں کہ لاہور کے مسیحی لوگ درحقیقت ایسے ہی بے غیرت ہونگے کہ وہ ان کی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بھی ہندوؤں کے ساتھ سمجھوتہ کئے رکھیں گے یا وہ ان کی اس رذیل حرکت کا کوئی جواب نہیں دینگے؟ ہمارا خیال ہے۔ کہ مسیحی لوگ اپنے مذہب اور اپنی مذہبی کتاب کی تقدیس کو قایم رکھنے کے لئے ہندوؤں کی اس شرارت کا کوئی نہ کوئی نوٹس ضرور لیں گے۔ کتاب کے لکھنے والوں کی قابلیت کو تو دیکھو کہ وہ بائبل کی کہانیاں نقل کرکے مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ میاں محمود! جب بائبل میں بھی اسی قسم کی باتیں ہیں جن کا کہ تم نے کفر توڑ میں ذکر کیا ہے تو تم کس منہ سے ہندوؤں پر اعتراض کرتے ہو۔ ان لوگوں کا یہ سوال ایسا ہے جیسا کہ کوئی ہندو چوری کے الزام میں گرفتار ہو کر مسلمان مجسٹریٹ کے سامنے جاکر کہے کہ صاحب! جب غلام مسیح نے بھی چوری کی ہے تو آپ نے مسلمان ہو کر مجھ ہندو کو کیوں گرفتار کیا ہے؟ مجسٹریٹ اس بیہودہ سوال کا جواب یہی دیگا کہ جب غلام مسیح کی چوری ثابت ہوگی تو اس سے مواخذہ کیا جائیگا۔ سردست تم تو بڑے گھر پہنچو۔ ان منطقی لوگوں سے کوئی پوچھے کہ اگر بائبل میں ایسی یا ویسی کہانیاں ہیں تو مسلمانوں کا ان سے کیا واسطہ۔ کیا بائبل مسلمانوں کی کوئی مذہبی کتاب ہے؟ یا وہ اس کے جواب دہ ہیں ہرگز نہیں یا کیا جس طرح مہیدھر آچارج نے ویدوں میں سے یہ ثابت کیا ہے کہ عورت گھوڑے کے ساتھ یوں کرے، یا کیا جس طرح ہندوؤں کے بعض فرقوں نے اس بات کی تعلیم دی ہے کہ ماں، بہن، بہو بیٹی، چوہڑی، چماری وغیرہ کے ساتھ بدفعلی کرنے سے ثواب ہوتا ہے۔ کیا بائبل نے کہیں بھی اشارۃً یا صراحتاً ایسا لکھا ہے کہ تم وطی البہائم یا لواطت یا زناکاری کرو؟ جب بائبل نے اس قسم کے فعل کی کہیں بھی اجازت نہیں دی ہے۔ بلکہ جابجا اس کی مذمت کی ہے تو اس ہندو مصنف کا بائبل کے متعلق یہ لکھنا کہ اس نے بھی ایسی ہی تعلیم دی ہے۔ کس قدر سفید جھوٹ اور بہتان عظیم ہے۔ مگر بائبل کے متعلق اس ہندو کے اس سفید جھوٹ کا بہترین جواب تو مسیحی دے سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہماری نسبت بائبل سے زیادہ واقف ہیں۔

# تیسرا فقرہ

اب ذرا ان لوگوں کی تحقیقات کی داد دیجیے۔ ملیکمش نے پادری عماد الدین صاحب کی کتاب تواریخ محمدی میں سے نور محمدی والا مضمون نقل کر کے اس پر اعتراض کیا ہے حالانکہ تواریخ محمدی کا مصنف خود لکھتا ہے۔

"مسلمان کہتے ہیں کہ سب کچھ خدا نے نور محمدی سے پیدا کیا ہے۔ مگر قرآن میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں ہے۔ اس مخلوق کا ذکر نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں ان مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہم نہیں جانتے کہ کہاں سے ہے" (تواریخ محمدی صـ۲۲)

جب پادری عماد الدین کو یہ پتہ تھا کہ اس بات کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں تو جس طرح اس نے اسی بنا پر اسلام کے متعلق غلط فہمی پھیلائی اسی طرح ملیکمش نے پادری عماد الدین کی قے چاٹ کر ہرزہ سرائی کی۔ پادری کے اس مضمون کی بنا پر ملیکمش نے عیسائیوں کی کتاب یعنی بائبل کی کہانیوں کو اپنی دودرتی میں ٹھونس لیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پادری عماد الدین نے اسلام پر جو بے بنیاد نکتہ چینی کی تھی اس کی سزا پادریوں اور عیسائیوں کو ہی ملنی چاہئے تھی کہ ملیکمش جیسے انسان بائبل کی یوں تذلیل و توہین کرتے۔ رہا یہ اعتراض کہ نور محمدی ارحام و اصلاب میں سے گذرتا ہوا بدی سے ملوث ہو گیا اس کا جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ نور کبھی بدی سے ملوث نہیں ہوا کرتا۔ جس طرح سورج کی کرنیں لطیف و کثیف پاک و ناپاک ہر ایک چیز پر پڑتی ہیں مگر وہ خود ناپاک نہیں ہوتیں بلکہ ناپاکی کو دور کر دیتی ہیں۔ اسی طرح نور محمدی خواہ کیسے ارحام و اصلاب میں سے گذرا ہو مگر وہ کسی صورت میں بھی بدی سے ملوث نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے کہ وہ تھا ہی نور، نور کو بدی سے ملوث بتانا ملیکمش جیسے بے شعور کی عقل کا فتور ہے۔ بس نور محمدی کے متعلق ملیکمش بے شعور نے جس قدر فتور برپا کیا ہے اس کا جواب تو ہو چکا۔ اب اس شخص کی تحقیقات کا دوسرا حصہ دیکھیے۔ لکھتا ہے کہ مسلمانوں کے فلاں فلاں فتوے کی کتاب

میں ان عورتوں کے ساتھ جن کے ساتھ قرآن مجید نے نکاح حرام کیا، نکاح یا زنا جائز قرار دیا گیا ہے۔ یہ اس شخص کا سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ اسلام پاک نے زنا کی سزا سنگساری اور قتل مقرر کی ہے۔ ایسی صورت میں کوئی مسلمان زنا کو کیونکر جائز قرار دے سکتا ہے جن عورتوں کے ساتھ قرآن مجید نے نکاح حرام کر دیا ہے۔ ان کو کسی مسلمان فتوے نویس کی تو کیا طاقت ہے اگر رسول بھی چاہے تو ان کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ جس چیز کو خداوند کریم نے حلال کر دیا اسکو رسول بھی حرام نہیں کر سکتا اور جس کو خدا نے حرام کر دیا ہے اس کو رسول بھی حلال نہیں کر سکتا۔ جب قرآن مجید کی یہ آیت موجود ہے تو پھر کسی مسلمان قاضی یا مفتی کو یہ جرأت کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ خدا کے حکم کی خلاف ورزی کر سکے۔ خاصکر جبکہ رسول پاک نے بھی یہ حکم دیدیا ہو کہ من وقع علی ذات محرم منہ فاقتلوہ یعنی جو شخص حرام کی گئی عورت سے زنا یا نکاح کرتا ہے اسکو قتل کر ڈالو۔ ایسے صریح حکم کی موجودگی میں کسی اجہل مسلمان کو بھی یہ حوصلہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ماں بہن بہو بیٹی وغیرہ کے ساتھ زناکاری کو جائز بتلا دے، جیسا کہ ہندوؤں کے بعض فرقوں نے جائز بتلایا ہے۔ پس اس بارے میں بھی ملیکمش نے جو کچھ لکھا ہے وہ محض جھوٹ ہے۔ ملیکمش نے تیسرا الزام یہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے فلاں مفتی نے وطی البہایم کو جائز قرار دیا ہے۔ ملیکمش نے یہ بھی محض جھوٹ لکھا ہے۔ جبکہ رسول مقبول کا یہ حکم ہو کہ من اتی البھیمۃ فاقتلوہ یعنی جو شخص وطی البہایم کرے اس کو قتل کر ڈالو، اور اس جانور کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلا دو۔ یہ دونوں حدیثیں فتح القدیر عربی جلد پنجم صفحہ ۴۸ پر موجود ہیں، جو چاہے دیکھ سکتا ہے۔ جب خدا اور رسول کے وطی البہایم اور لواطت وغیرہ کے متعلق ایسے احکام موجود ہیں تو کسی مسلمان مولوی یا مفتی کی کیا طاقت ہے کہ وہ ان خبیث ترین گناہوں کے جواز کا فتویٰ دے سکے۔ وطی الفرس جیسے افعال شنیعہ کا جواز اگر ملتا ہے تو صرف مہیدھر آچارج کے وید بھاشی میں جسکو سوامی دیانند نے نقل کیا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق ملیکمش کے جو سنگین اعتراضات تھے ان کا جواب میں نے دے دیا۔ باقی جس قدر مواد اس نے بائبل میں سے جمع کیا ہے اس کے جواب دہ مسیحی ہیں نہ کہ مسلمان۔ بائبل کے اعتراضات کا جواب یا تو مسیحی دین جو زندہ ہیں۔ یا پادری عماد الدین کی روح۔

# چوتھا فقرہ

"ملیکھش" نے اسلام پر جو سنگین اعتراضات کئے تھے اور جن کی خاطر اس نے اپنی دو ورقی کو اتنا لمبا چوڑا بنانے کی کوشش کی ہے ان تمام اعتراضات کا جواب تو ایک ہی فقرہ میں ختم کیا جا چکا ہے اب آؤ ذرا ان قلمیوں کی تحقیق سے مزید لطف اٹھائیں۔ آریہ اور ہندو اخبارات میں ایک عرصہ سے ڈھول پیٹا جا رہا تھا کہ فلاں ہندو کے شکم قلم سے "اسلام توڑ" کا جنم ہوگا۔ مگر نہیں معلوم کسی بھلے مانس نے کیسی چوٹ ماردی کہ "اسلام توڑ" کا اسقاط ہوگیا اور وہ اپنے پچھلے کسی جنم کے پاپ کی سزا میں پیدا ہونے سے پہلے ہی ملیکھش کی یونی میں چلا گیا۔ مگر چونکہ کئی ماہ سے "اسلام توڑ" اندر ہی اندر پرورش پا رہا تھا۔ اور اس کی آنول بھی بن چکی تھی۔ چنانچہ جب وہ اپنے اس قالب کو چھوڑ کر "ملیکھش" کی یونی میں گیا تو اپنی اس "آنول" کو بطور یادگار کے پیچھے چھوڑ گیا جو "ملیکھش تور" کے آخری صفحہ پر "اسلام توڑ" بک ایجنسی کی شکل میں پڑی ہوئی دیکھی جاتی ہے اور اگر کوئی اگنی دیوتا کے پجاری آتش صاحب اس "آنول" کی حفاظت کر رہے ہیں کیونکہ وہ اس کے مالک ہیں۔ آؤ ذرا اس "اسلام توڑ" کی "آنول" پر غور تو کریں کہ یہ ہے کیا چیز۔ جس کو ایک ہندو سنبھالے بیٹھا ہے۔ دیکھو "اسلام توڑ" اسلام کے معنی ہیں۔ خدا پرستی۔ فرمانبرداری، امن پسندی، بے ایذائی، وفاداری، آزادی، قانون پسندی، گناہوں سے پرہیز، توحید الٰہی۔ اب جو چیز اسلام کی ضد ہوگی اس کا نام ہوگا "اسلام توڑ" تو اس صورت میں اسلام توڑ کے معنے اس کے عین مخالف ہونگے جو کہ اسلام کے ہیں۔ پس اسلام توڑ کے معنی ہوئے۔ اسلام کو توڑنے والا یعنی شیطان پرست نافرمان، مفسد، موذی، غدار، غلام، باغی، بدچلن، کافر و مشرک۔ اب جو شخص اسلام کو ماننے والا ہے۔ وہ تو ہوا مسلم، مگر جو اسلام کو توڑنے والا ہے وہ ہوا کافر۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے اپنی کلیات کے صفحہ ۰ پر ہندو کافر کا مترادف لکھا ہے، گویا اسلام توڑ یا کافر اور ہندو تینوں ہم معنی ہیں۔ مگر پنڈت صاحب موصوف نے ہندو کے معنی چور۔ رہزن، جادوگر، غلام سیاہ فام منحوس اور کافر لئے ہیں۔ گو پنڈت صاحب موصوف نے ہندو کے معنے حرامزادہ بھی لکھے

ہیں مگر ہم اس لفظ کو یہاں پر نظر انداز کر دینگے۔ پس جتنے معنی ہندو کے ہوئے اتنے ہی معنی اسلام توڑ کے۔ قالب میں اتنے معانی جمع ہو گئے۔ یعنی شیطان پرست، نافرمان، مفسد موذی، غدار، غلام، باغی، بدچلن، چور، رہزن، جادوگر، سیاہ فام منحوس وغیرہ وغیرہ، جس "اسلام توڑ" کے اتنے معانی ہوں، اور وہ ایسے بدبودار ہوں، اس بدبودار نام کو نہایت حفاظت سے سنبھالے رکھنا اور اپنے آپ کو اس کا مالک کہنا درحقیقت کسی ہندو کا ہی حوصلہ ہو سکتا ہے اور پھر ہندو بھی وہ جو پادری عماد الدین جیسے عیسائی کا فضلہ خور ہو۔ سوامی دیانند نے ٹھیک لکھا ہے کہ جیسی سیتلا دیوی۔ ویسی اس کی گدھے کی سواری۔

## پانچواں فقرہ

آؤ اب ذرا ان لوگوں کے املاء انشاء سے فائدہ اٹھائیں۔ کتاب کا نام رکھا ہے "ملیکش توڑ" ذرا کسی ہندی داں سے ہی پوچھ لیا ہوتا کہ یہ لفظ "ملیچھ" لکھا جاتا ہے۔ یا "ملیکش" اور پھر ہندی سنسکرت میں کوئی لفظ "ملیکش" ہے بھی یا نہیں؟ ہندوؤں کے مقنن منو مہاراج اپنے دہرم شاستر میں فرماتے ہیں۔

"کرشن، سار، استو، چرتی، مرگو، یتر، سو بھاوتہ، ساجیو، یگیو، دیشو، ملیچھ، دیش، است تا پرا منو ۲۳"

یعنی جس دیش میں کالے رنگ کا ہرن فطرۃً آزادی سے چرتا چگتا پھرتا ہو۔ وہی دیش یگیہ کے لائق ہے، اس کے علاوہ جو بھی دیش ہے۔ وہ ملیچھ دیش ہے۔ منو مہاراج کا مطلب بالکل صاف ہے۔ یعنی جس ملک میں چرند پرند کو مکمل آزادی حاصل نہ ہو وہ ملیچھ دیش ہے۔ فی زمانہ ہندوستان میں چرند پرند تو ایک طرف انسانوں کو بھی مکمل آزادی حاصل نہیں ہے۔ اس لئے منو مہاراج کے قول کے مطابق ہندوستان بھی آج کل ملیچھ دیش ہی کہا جا سکتا ہے اور ہندوستان کو ملیچھ کے نام سے پکارا جا سکتا ہے۔ ایسی حالت میں جو شخص یہ کہتا ہے کہ وہ ملیچھ توڑ ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ ہندوستانیوں کا دشمن یا بدخواہ؟

ہے۔ مگر اس ہندو نے اپنی کتاب کے نام میں بجائے "چھ" کے "ش" لکھا ہے۔ اچھا ہم مان لیتے ہیں۔ کہ ملیچھ اور ملیش دونوں صحیح ہیں۔ تو پھر ان کے معانی کیا ہوئے؟ ملیچھ مرکب ہی مَل اور اچھا سے اور ملیش مرکب ہوا مَل اور ایش کا۔ مَل کے معنی ناپاک۔ خراب، فاسد میلا، کچیلا اور خطرناک، اچھا کے معنی ہوئے خواہش، آرزو یا ارادہ، اور ایش کے معنی ہوئے ایشور، مالک، سوامی، آقا وغیرہ، اس صورت میں ملیچھ کے معنی ہوئے، ایسی قوم جس کے ارادے خواہشات نہایت خراب میلے اور خطرناک ہوں اور ملیش کے معنے ہوئے ایسی قوم جن کا ایشور یا پرماتما میلا، کچیلا۔ غلیظ اور بدبودار ہو۔ اب غور کرو کہ ملیچھ یا ملیش مسلمان ہوئے یا ہندو؟ ہندو مصنف نے تو "ملیش" سے مراد مسلمان لی ہے مگر اس کا یہ خیال سراسر غلط ہے، اس لئے کہ مسلمان ہرگز ایسے ایشور کے قائل نہیں ہیں، جو میلا کچیلا غلیظ، یا بدبودار ہو، بلکہ انکا عقیدہ ہے کہ خداوند کریم حی و قیوم، سُبوح و قدوس، نورٌ علیٰ نور ہے اور وہ تمام عیوب سے پاک ہے، ہاں ہندوؤں کے دھرم گرنتھوں میں یہ ضرور لکھا ہوا ہے کہ ان کا ایش یا ایشور ایک دفعہ سُور، دوسری دفعہ کچھوا، تیسری دفعہ مچھلی، چوتھی دفعہ ہاتھی بن گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام جانور بڑے ہی غلیظ میلے کچیلے اور بدبودار ہیں، پس جو قوم ایسے غلیظ اور میلے کچیلے جانوروں کو اپنا ایش مانتی ہو وہ یقیناً ملیش کہلائے جانے کی مستحق ہے۔ اب ذرا ہندو مصنف غور کرے کہ ملیش مسلمان ہوئے یا ہندو؟ اب لیجئے دوسرا لفظ یعنی ملیچھ جس کے معنی ہیں ایسی قوم جس کے ارادے یا خواہشات نہایت فاسد یا خطرناک ہوں، آؤ ذرا اس بات پر بھی غور کریں کہ ایسی قوم مسلمان ہو سکتے ہیں یا ہندو؟

## چھٹا فقرہ

ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت ہندو اور مسلمانوں میں سخت کشمکش ہو رہی ہے۔ مسلمان تو کہتے ہیں کہ ہمارے حقوق ہمیں دیدو اور اپنے حقوق آپ لے لو، تم بھی زندہ رہو اور ہمیں بھی زندہ رہنے دو، مگر ہندو یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ یہ ملک ہی ہمارا ہے، تم کون ہوتے ہو جو ہم سے اپنے حقوق مانگتے ہو، تم اس ملک میں بطور مہمان کے آئے تھے۔ مگر تمہاری وہی مثل ہوئی کہ

آگ لینے آئی اور گھر کی مالکہ بن بیٹھی۔ بس یا تو تم ہمارے ملک سے نکل جاؤ یا ہماری طرح ہندو
بنجاؤ۔ مسلمان کہتے ہیں کہ ہم اپنے دین کو کس طرح چھوڑ سکتے ہیں، اور ہم ایک زندہ خدا کو ترک
کرکے تمہارے مردہ پتھروں، گھاس خورمعبودوں اور تمہارے درختوں کی پوجا نہیں کر سکتے
نہ ہی ہم تمہاری طرح لنگ کی پرستش کر سکتے ہیں۔ ہندو جواب دیتے ہیں اچھا تو پھر یہ بات ہے!
بہت خوب! جس لنگ کی پوجا سے تم کو اتنی چڑھ ہے ہم اس کی پوجا کرتے وقت اتنے زور زور
سے سنکھ بجایا کرینگے کہ تم بھی اپنے خدا کی پوجا نہیں کر سکوگے اور تمہیں پتہ لگ جائیگا کہ ہماری
بھگ لنگ کی پوجا میں کتنی تاثیر ہے۔ ہم تمہاری مسجدوں پر اپنے شوروغل سے قفل لگوادینگے
تمہیں ہر طرح بائیکاٹ کرینگے، یہانتک کہ تمہارا ناک میں دم آجائے گا۔ اور تم یا تو اس
ملک کو چھوڑ جاؤگے یا ہندو بنجاؤگے وغیرہ وغیرہ ظاہر ہے کہ ہندوؤں کا یہ ارادہ اور ان کی
یہ خواہش سخت ناپاک اور خطرناک ہے۔ ہندو مصنف غور کرے کہ ان تمام حالات کی موجودگی
میں ملیچھ یعنی ناپاک ارادہ باندھنے والے مسلمان ہوئے یا ہندو؟ اسی پر بس نہیں بلکہ ہندو
دھرم گرنتھوں میں تو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ مہمان خواہ کیسے ہی بدصورت خوبصورت، بیوقوف
پڑھا لکھا، میلا کچیلا اور نیچ ہو مگر اس کی ہر حالت میں پوجا ہی کرنی چاہئے۔ اسی بنا
پر ہندوؤں میں اب تک یہ مثل مشہور ہے کہ گھر آیا ماں جایا۔ یعنی جو مہمان ہے وہ بھائی
ہے، مان لو کہ مسلمان اس ملک میں بطور مہمانوں کے باہر سے ہی آئے ہوئے ہیں تو کیا اس
گھر کے مالکوں یا ہندوؤں کا اپنے مہمانوں سے ایسا برا سلوک کرنا ان کے ملیچھ پن کی علامت
نہیں ہے؟ خاصکر جبکہ ان کے مذہب نے مہمانوں کے متعلق مفصلہ ذیل تعلیم دی ہو ہندو
مصنف ذرا ہندوؤں کی اس مقدس کتاب کی اس تعلیم کو بغور پڑھے۔ لکھا ہے۔

"برہماجی بھی تھوڑی دیر من میں سوچ اور منوجی کو پرنام کرکے کہنے لگے کہ تم کو لعنت ہی تم
نے ہاتھ لگی دولت کھودی، تم بڑے بدنصیب اور احمق ہو اہل خانہ کے گھر......
بدصورت، خوبصورت، بیوقوف، پنڈت، میلا کچیلا، نیچ، خواہ کیسا ہی مہمان جائے اس کی
پوجا کرنی چاہئے۔ پھر وہ تو ساکشات پرمیشور دیودار و بن میں ظاہر ہوئے تھے کہ جن کے درشن
دیوتاؤں کو بھی مشکل سے نصیب ہوتے ہیں تم سے انکا بھی سکار نہو سکا۔ دیکھو سدرشن منی

نے مہمانوں کی پوجا سے قبل از وقت موت پر فتح حاصل کر لی ، اہل خانہ کی نجات اور آتما کی شدھی کے لئے مہمان کی پوجا کے سوا دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہے . زمانہ سابق میں سدرشن نامی ایک عیالدار ستی نے موت پر فتح پانے کا عہد باندھا اور وہ اپنی عصمت مآب پتی برتا عورت سے کہنے لگا . کہ " اے پیاری ! تمہارے گھر میں جو مہمان آوے اس کا کبھی نرادرمت کرنا ، کیونکہ مہمان ساکشات شوجی کا سوروپ ہوتا ہے اس لئے مہمان کو اپنا جسم نذر کرنے میں بھی کبھی شک مت کرو ،، خاوند کی یہ بات سن کر اس پتی برتا کو بڑا دکھ ہوا - اور رو کر کہنے لگی کہ یہ آپ کیونکر کہتے ہیں کہ مہمان کو اپنا جسم بھی سپرد کردو - اس پر سدرشن منی نے کہا کہ اے پتی برتا ! میرے قول میں کسی قسم کا شک نہ کرو - مہمان کو شو سوروپ جان کر تمام چیزیں جو اس کو پیاری لگیں اس کی نذر کرو ، خاوند کی یہ آگیا پاکر عصمت مآب پتی برتا مہمان نوازی میں ہمہ تن مصروف ہو گئی - اس طرح کچھ عرصہ گذر جانے کے بعد ان کے ایمان کا امتحان کرنے کے لئے دھرم برہمن کا روپ بنا کر سدرشن منی کے گھر آیا - اس کو دیکھ کر پتی برتا نے اس کی خاطر تواضع کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اے نیک بخت تیرا خاوند کہاں ہے ؟ اگر تو ہم کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اپنا جسم ہماری نذر کر کھانے وغیرہ سے ہماری سیری نہیں ہو گی ، وہ پتی برتا دھرم کی بات سن کر شرمائی ہوئی اور اپنے خاوند کے قول کو یاد کرتی ہوئی آنکھیں بند کر کے دھرم کے آگے اپنے آپ کو بھینٹ دھرنے کے لئے مصروف ہو گئی عین موقعہ پر گھر کے دروازے پر سدرشن منی بھی آپہنچے ، اور باہر سے ہی پکارنے لگے کہ اے پیاری تو کہاں ہے ؟ ذرا ہماری طرف آ - اس پر اندر سے مہمان بولا کہ اے سدرشن ! تمہاری عورت کے ساتھ ہم صحبت کرنے میں مشغول ہیں اور اب آخری مرحلہ ہے ، ہم بہت محظوظ ہو رہے ہیں - اس پر سدرشن نے باہر ہی سے کہا کہ آپ مزے سے بھوگ کئے جاؤ ہم اندر نہیں آتے - یہ سنتے ہی خوش ہو کر دھرم نے اپنا اصلی روپ سدرشن کو دکھایا - سدرشن نے جو بر مانگا وہ دے کر کہا کہ اے سدرشن تم کسی قسم کا شک مت کرنا ہم نے تمہاری عورت سے بھوگ نہیں کیا ہے ، ہم تو صرف تمہاری شردھا دیکھنے آئے تھے تم نے موت پر فتح پالی - اتنا کہا اور سدرشن کی ریاضت

کی تعریف کرتے ہوئے، دہرم وہاں ہی غائب ہوگئے۔ اتنی کتھا سنا کر برہماجی کہنے لگے کہ مہمانوں کی ہمیشہ پوجا کرنی چاہیے (لنگ پوران، مطبوعہ لکھنؤ، بار چہارم صفحہ ۹۳-۹۶) ہندو مصنف اپنے مذہب کی مذکورہ بالا مقدس کتاب کی اس تعلیم پر غور کرے کہ مہمانوں کی پوجا پر کس قدر زور دیا گیا ہے۔ ہمارے ہندو دوست ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اصل گھرباری وہی ہیں اور مسلمان مہمان آئے ہوئے ہیں، اچھا صاحب! اگر تمہارا یہ خیال درست ہے تو ان مہمانوں کی پوجا کرو، اس لئے کہ تمہارے مذہب کے مطابق یہ شوروپ ہیں۔ دیکھو سدرشن منی اور اس کی عورت نے مہمان کی پوجا کی اور مہمان چلتے وقت ان کو بردان دے گیا۔ اسی طرح اگر ہندو بھی اپنے ان مسلمان مہمانوں کی پوجا کریں تو خدا معلوم اس ملک سے چلتے وقت یہ سدرشن کی طرح ان کو کیا بردان دے جائیں۔

## ساتواں فقرہ

"ملیکھش" کی جڑ ماری جا چکی۔ اب ذرا ایک دیانندی کی بھی سن لو۔ کسی ناتھ نامی شخص نے جو اپنے آپ کو آریہ سماج کا سکرٹری بھی لکھتا ہے۔ کفر توڑ کے جواب میں چند اوراق سیاہ کئے ہیں، میں نے اس کتاب کو بھی پڑھا مگر اس شخص نے بجائے کفر توڑ کا جواب لکھنے کے یہ واویلا کیا ہے کہ جب میاں محمود آریہ سماج میں تھے تو وہ فلاں دیوی کے ساتھ سیر کیا کرتے تھے، اور فلاں دیوی کا جنازہ ان کے گھر سے نکلا، اور فلاں دیوی کے ساتھ انہوں نے یہ کیا اور فلاں کے ساتھ وہ کیا، اس دیانندی سے کوئی پوچھے کہ اگر تمہاری ان باتوں کو درست تسلیم کر لیا جائے تو اس میں میاں محمود نے کونسا گناہ کیا جس کی تم دہائی دے رہے ہو۔ جبکہ تمہاری سوسائٹی نے نیوگ کی تعلیم دی ہے۔ اگر میاں محمود تمہارے اندر رہتے ہوئے، اس پر عمل کرتے رہے تو تم کو چاہیے کہ تم ان کو شاباش دو کہ وہ تمہارے اندر رہتے ہوئے عالم باعمل رہے اور تمہاری شریعت کی سختی سے پابندی کرتے رہے، مگر تم الٹا ان کو کوس رہے ہو اور جن دیویوں کے اس دیانندی نے نام گنوائے

ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ بالغہ تھیں یا نابالغہ؟ آیا وہ میاں محمود کے ساتھ برضاو رغبت خود سیر سپاٹا کیا کرتی تھیں یا بجبر و اکراہ! اگر وہ بالغہ تھیں اور برضاو رغبت ایسا کرتی تھیں۔ تو تم کون ہو جو آج ایسا بکواس کرتے ہو۔ اگر ان میں کوئی نابالغہ تھی یا میاں محمود کسی کیساتھ زبردستی کیا کرتے تھے تو تم نے یا ان دیویوں کے والی وارثوں نے کیوں نہ میاں محمود پر مقدمہ چلادیا۔ پس تمہارا یہ تمام بکواس محض فضول ہے۔ رہا تمہارا یہ لکھنا کہ میاں محمود نے آریہ رہتے ہوئے مسلمانوں کے برخلاف یہ لکھا وہ لکھا۔ اس کو تمام دنیا جانتی ہے مسلمان بھی جانتے ہیں، تمہارے بکواس سے کیا فائدہ؟ ہاں تمہاری ان تحریروں سے اس بات کا دوٹک فیصلہ ہوگیا کہ تمہارے پاس کفر توڑ کا کوئی جواب نہیں ہے۔ پس ملیکھش کی جڑ ماری گئی، تا تھبی اناتھ رہگئے۔ اب کوئی دوسرا دیانندی یا ہندو کفر توڑ کا جواب لکھنے کی جرأت کرے اور جواب لے، عاقل کو اشارہ اور گدھے کو بانس۔ فقط

## غازی محمود دھرمپال بی اے لدھیانہ

---

# مدینۃ العلم

عرصہ سے خریداران مدینہ اور عام مسلمان اس بے مثل مجموعہ مضامین کی طباعت کے منتظر تھے۔ اور تقریباً روزانہ اس کی خریداری کی فرمائشیں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ الحمدللہ کہ اب یہ مجموعہ عام خواہش کے مطابق چھپ گیا ہے اور مدینہ پریس نے خاص اہتمام کے اسکو تیار کیا ہے قلم جلی اور واضح رکھا گیا ہے۔ تاکہ بوڑھے بچے اور عورتیں بے تکلف پڑھ سکیں کاغذ دبیز لگایا گیا ہے چھپائی صاف اور سرورق رنگین ہے۔ یہ تو اس مجموعہ کی ظاہری خوبیاں ہیں۔ باطنی محاسن کی نسبت صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ نہ صرف ایسے ہی مضامین ہیں جو مدینہ کے دو سالانہ نمبروں میں شائع ہو چکے ہیں بلکہ بڑا حصہ ان نثر و نظم مضامین کا بھی ہے جو گنجائش نہونے کے باعث یا دیر میں موصول ہونے کے سبب اہل قلم حضرات کے ہیں جو آج اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ مثلاً جانشین حضرت شیخ الہند مولینا حسین احمد صاحب مدنی۔ جناب ملک عبدالقیوم صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لا ایڈیٹر مسلم اسٹینڈرڈ لندن و مصنف کتاب مجاہدین مراقش۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب۔ مولنا عبدالماجد صاحب قادری بدایونی وغیرہ وغیرہ غرض حضرت سرور کائنات کی زندگی کے متعلق اس مجموعہ میں بے مثل مضامین ہیں۔ کتاب کی اصل قیمت عہ رکھی گئی تھی۔ لیکن اب عام ہاتھوں میں کتاب کو پہنچانے کے لئے قیمت میں آٹھ آنے کی تخفیف کر دی ہے اور صرف عہ میں یہ بے مثل مجموعہ دیا جا رہا ہے جلد طلب فرمایئے ورنہ پھر کچھ عرصہ بعد شاید نہ ملے۔

پتہ

منیجر مدینہ بک ایجنسی بجنور

ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ بالغہ تھیں یا نابالغہ؟ آیا وہ میاں محمود کے ساتھ برضا و رغبت خود سیر سپاٹا کیا کرتی تھیں یا بجر و اکراہ! اگر وہ بالغہ تھیں اور برضا و رغبت ایسا کرتی تھیں۔ تو تم کون ہو جو آج ایسا بکواس کرتے ہو۔ اگر ان میں کوئی نابالغہ تھی یا میاں محمود کسی کیساتھ زبردستی کیا کرتے تھے تو تم نے یا ان دیویوں کے والی وارثوں نے کیوں نہ میاں محمود پر مقدمہ چلادیا۔ پس تمہارا یہ تمام بکواس محض فضول ہی۔ رہا تمہارا یہ لکھنا کہ میاں محمود نے آریہ رہتے ہوئے مسلمانوں کے برخلاف یہ لکھا وہ لکھا۔ اس کو تمام دنیا جانتی ہے مسلمان بھی جانتے ہیں، تمہارے بکواس سے کیا فائدہ؟ ہاں تمہاری ان تحریروں سے اس بات دوٹوک فیصلہ ہو گیا کہ تمہارے پاس کفر توڑ کا کوئی جواب نہیں ہے۔ پس ملیکھش کی جڑ ماری گئی، تا تھ بھی اناتھ رہ گئے۔ اب کوئی دوسرا دیانندی یا ہندو کفر توڑ کا جواب لکھنے کی جرائت کرے اور جواب لے، عاقل کو اشارہ اور گدھے کو بانس۔ فقط

## غازی محمودؔ دھرمپال بی اے لدھیانہ

---

# کفر توڑ

غازی محمود دھرمپال بی اے کی وہ مشہور و معروف کتاب جو لاکھوں کی تعداد میں چھپکر ہاتھوں ہاتھ بک چکی ہی اور جس کی جواب سے ہندوستان کے سارے ہندو عاجز رہے ہیں اصلی قیمت ۸؍ رعایتی ۶؍

**منیجر مدینہ بک ایجنسی بجنور**

# قرآن مجید مترجم

## از شیخ المحدثین امام المفسرین حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رح

مولائے قادر و توانا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کامل ڈھائی سال کی مسلسل محنتوں اور عرقریزیوں کے
بعد یہ مبارک اور عظیم الشان کام ختم ہوا۔ حضرات شائقین و خادمان حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ
جس بیقراری کے ساتھ اس ترجمہ کا انتظار کر رہے تھے وہ حیطۂ تحریر سے باہر تھا۔ حضرت شیخ الہند
کی مبارک زندگی ہی میں مریدان عقیدتمند اور ارادتمندان خاص نے اس ترجمہ کے لئے ہزاروں
لاکھوں تمناؤں کو پرورش کیا تھا دیوبند میں تو صرف دس پارے ہوئے تھے لیکن مالٹا کی
ناگہانی اسیری قید و بند فرنگ نے پورے تیس پاروں کا ترجمہ مکمل کرا دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ تمام مروجہ
تراجم قرآنی کے مقابلہ میں یہ ترجمہ زیادہ سہل آسان تحت اللفظ اور مستند ہونیکی حیثیت میں تمام علمائے
کرام و فضلائے دور حاضرہ نے تسلیم فرما لیا ہے۔ اس نادر نسخہ کی تیاری میں بیدریغ روپیہ صرف کیا گیا
ہے۔ ترجمہ کی عظمت و صحت کے لحاظ سے کتابت اور طباعت بھی اعلیٰ اور دیدہ زیب اور زمین
حنائی مطبوعہ ہے۔ قرآن شریف کے شروع میں مولانا مرحوم کا مقدمہ مع قرآن مجید، مختصر
فہرست مضامین، نیز سورتوں کی فہرست بہ لحاظ صفحات اور آخر میں تقاریظ و قطعات تاریخ
طبع اور رموز اوقات مختلفہ کی تشریح و رسم الخط اور ضروری ہدایات درج کی گئی ہیں۔ ہر پارہ بتیس
صفحات پر ختم ہوا ہے جلد عمدہ مضبوط چرمی ہے وزن قرآن مجید مجلد کا، پونڈ (۳ ½ سیر) ہے۔ ہندوستان
کے اندر محصول ڈاک مجلد کا [illegible] اور غیر مجلد کا [illegible] مع فیس رجسٹری و پیکنگ ہے۔ بذریعہ ریل
قریب کے مقامات میں محصول بہت کم لگتا ہے۔ ممالک غیر کا محصول [illegible] ہے۔ غیر ملکوں
سے ہدیہ کے ساتھ محصول ڈاک بھی ضرور آنا چاہیئے۔ نمونہ مفت

ہدیہ فی جلد غیر مجلد [illegible] مجلد چرمی منقش نقرئی [illegible] مجلد طلائی [illegible] محصول بذمہ خریدار

محمد مجید حسن مالک اخبار مدینہ بجنور (یو پی)